بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

صفر سنہ ۱۳۱۹ھ

چو گویم بانو گرامی چیا در قادیاں بینی
کہ وہ اینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۵ | دار الامن و الامان قادیان ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

حضرت اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک تقریر جو حضور علیہ السلام نے ۱۳ر فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو بعد نماز فجر بیان کی
(ایڈیٹر)

یاد رکھو کہ فضائل بھی امراض متعدیہ کی طرح متعدی ہونے ضروری ہیں مومن کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنے **اخلاق** کو اس درجہ پر پہنچائے کہ وہ متعدی ہو جائیں کیونکہ کوئی عمدہ سے عمدہ بات قابل پذیرائی اور واجب التعمیل نہیں ہو سکتی جب تک اسکے اندر ایک چمک اور جذب نہ ہو اس کی درخشانی دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور جذب ان کو کھینچ لاتا ہے اور پھر اس فعل کی اعلیٰ درجہ کی خوبیاں خود بخود دوسرے کو عمل کیطرف توجہ دلاتی ہیں۔ دیکھو حاتم کا نیک نام ہونا سخاوت کے باعث مشہور ہے گو میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ خلوص سے تھی ایسا ہی رستم و اسفندیار کی بہادری کے فسانے عام زباں زد ہیں اگرچہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ خلوص سے تھے۔ میرا ایمان اور مذہب یہ ہے کہ جبتک انسان سچا **مومن** نہیں بنتا اسکی نیکی کے کام خواہ کیسے ہی عظیم الشان ہوں لیکن وہ ریاکاری کے ملمع سے خالی نہیں ہوتے لیکن چونکہ ان میں نیکی کی اصل موجود ہوتی ہے اور یہ وہ قابل قدر جوہر ہے جو ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس لئے باایںہمہ ملمع سازی و ریاکاری وہ عزت سے دیکھے جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے میرے پاس ایک نقل بیان کی تھی اور خود میں نے بھی اس قصہ کو پڑھا ہے کہ سر فلپ سڈنی ملکہ الزبتھ کے زمانہ میں قلعہ ذتفن ملک ہالینڈ کے محاصرہ میں جب زخمی ہوا تو اسوقت عین نزع کی تلخی اور شدت پیاس کے وقت جب اس کے لئے ایک پیالہ پانی کا جو وہاں بہت کمیاب تھا مہیا کیا گیا تو اس کے پاس ایک اور زخمی سپاہی تھا جو نہایت پیاسا تھا وہ سر فلپ سڈنی کی طرف حسرت اور طمع کے ساتھ دیکھنے لگا۔ سڈنی نے اس کی یہ خواہش دیکھکر وہ پانی کا پیالہ خود نہ پیا بلکہ بطور ایثار یہ کہہ کر اس سپاہی کو دیدیا کہ تیری ضرورت مجھ سے زیادہ ہے ۔ مرنے کے وقت بھی لوگ ریاکاری سے نہیں رکتے۔ ایسے کام اکثر ریاکاری سے ہو جاتے ہیں جو اپنے آپ کو اخلاق فاضلہ والے انسان ثابت کرنا یا دکھانا چاہتے ہیں۔ غرض کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ اس کی ساری باتیں بری حالت کی اچھی ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ انسان اچھی باتوں کی کیوں پیروی نہیں کرتے۔ میں اس کے جواب میں یہی کہوں گا کہ اصل بات یہ ہے کہ انسان فطرۃً کسی بات کی پیروی نہیں کرتا جب تک کہ اس میں کمال کی مہک نہ ہو۔ اور یہی ایک سر ہے جو اللہ تعالیٰ ہمیشہ **انبیاء علیہم السلام** کو مبعوث کرتا رہا ہے اور خاتم النبین صلعم کے بعد مجددین کے سلسلہ کو جاری رکھا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے عملی نمونہ کے ساتھ ایک جذب اور اثر کی قوت رکھتے ہیں

اور نیکیوں کا کمال ان کے وجود میں نظر آتا ہے اس لئے کہ انسان بالطبع کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے۔ اگر انسان کی فطرت میں یہ قوت نہ ہوتی تو انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کی بھی ضرورت نہ رہتی۔ لیکن یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے۔ اور ان کی تعلیم کی طرف عدم توجہی کیوں کی جاتی ہے۔ اس کا باعث زمانہ کی وہ حالت ہوتی ہے جو ان پاک وجودوں کی بعثت کا موجب ہوتی ہے۔ زمانہ میں فسق و فجور کا ایک دریا رواں ہوتا ہے اور ہر قسم کی بدکاریاں اور برائیاں خدا تعالیٰ سے بعد اور حرمان انسان نیک عمدہ مادے کو اپنے نیچے دبا لیتا ہے چونکہ بدکاری کے کمال کا ظہور ہوا ہوا ہوتا ہے اس لئے طبیعت کا یہ مادہ کہ وہ ہر کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے اُس طرف رجوع کر گیا ہوتا ہے اور یہی وہ سر ہوتا ہے کہ ابتداءً انبیاء علیہم السلام اور ماموروں کی مخالفت اور ان کی تعلیم سے بے پروائی ظاہر کی جاتی ہے آخر ایک وقت آ جاتا ہے۔ کہ اس نیکی کے سرور اور کمال کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ **والعاقبة عند ربک للمتقین**۔

غرض انسانی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ ہر کمال کی پیروی کرنا چاہتی ہے۔ دیکھو انگریزوں کی نئی ایجادات سوئے چاقو وغیرہ تک کی کس قدر عزت کی جاتی ہے اور دیسی اشیاء کے مقابلہ میں ان کو کس قدر پسند کیا جاتا ہے حالانکہ ان میں بعض اشیاء نہیں بلکہ اکثر ملمع کی ہوئی ہوتی ہیں۔ مگر ظاہری چمک دمک ایسی ہوتی ہے کہ آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے اور اس کی روشنی ایک کشش کے ساتھ اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔ تم نہیں دیکھتے کہ یہ جھوٹے زیور جو ملمع کئے ہوئے بکتے ہیں ان کی تجارت کیسی سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے اصلی اشیاء کے مقابلہ میں ان کو رکھ کر دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ اصلی نقلی معلوم ہوتا ہے اور نقلی اصلی۔ ان اشیاء کی ظاہری چمک دمک میں ایک روشنی ہے جو ہمارے دیسی صناع اس کو دکھا نہیں سکتے۔ اس لئے باوجودیکہ لوگ صاف جانتے ہیں کہ یہ اشیاء ملمع شدہ ہیں لیکن اس دجل کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے۔ ہر ایک چیز ان کی دیکھو۔ دیسی کپڑے دیسی جوتے جنٹلمین تعلیم یافتہ ان سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ انگریزی اشیاء میں ایک خاص قسم کی نفاست اور عمدگی ہوتی ہے۔ یہ لوگ چمڑے کو ایسا کماتے ہیں کہ اس میں نرمی اور چمک پیدا کر لیتے ہیں۔ یہ کیا ہر ایک ادنیٰ سی چیز کو دیکھو ایک تاگے ہی کو دیکھو کیسا خوبصورت ہوتا ہے۔ غرض ہر ایک دیسی چیز کو بالمقابل نکما کر دیا ہے بلکہ میں نے تو سنا ہے کہ بعض دیسی رئیس دیسی چیزوں سے یہاں تک متنفر ہیں کہ ان کے کپڑے تک بھی پیرس سے دھل کر آتے ہیں اور پینے کا پانی بھی ولایت سے منگواتے ہیں۔

اس خریداری کا سر کیا ہے۔ انہوں نے ظاہری خوبصورتی اور چمک اور خوشنمائی رکھدی ہے اس لئے لوگ ادھر جھک گئے ہیں جب یہ حالت ہے کہ دیانتدار آدمی بھی ہیں اور کفار کا گروہ بھی ہے لیکن کفار کی طرف رجوع ان کی نفاست اور چمک کی وجہ سے ہے یہی حال **اخلاق** اور **اعمال** کا ہے پس جب تک ان کی چمک دمک یہانتک نہ پہنچائی جاوے نوع انسان پر اثر نہیں پڑ سکتا۔ جو لوگ خود کمزور ہوتے ہیں وہ دوسرے کمزوروں کو جذب نہیں کر سکتے خدا تعالیٰ فرماتا ہے **والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر**

قسم ہے اس زمانہ کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ کی۔ آج کل ہمارے زمانہ کے کوتاہ اندیش مخالف یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں مخلوق کی قسمیں کیوں کھائی گئی ہیں حالانکہ دوسروں کو منع کیا ہے اور کہیں انجیر کی قسم ہے کہیں دن اور رات کی اور کہیں زمین کی اور کہیں نفس کی؟ اس قسم کے اعتراضوں کا بہت برا اثر پڑتا ہے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ تمام قرآن شریف میں یہ ایک عام سنت اور عادت الٰہی ہے کہ وہ بعض نظری امور کے اثبات و احقاق کے لئے کسی ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے جو اپنے خواص کا عام طور پر بین اور کھلا کھلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں پس ان کی قسم کھاتا ان کو بطور دلیل اور نظیر کے پیش کرنا ہوتا ہے ہم اس اعتراض کا واضح جواب دینے سے پیشتر ایک ضروری امر اور بیان کرنا چاہتے ہیں ہر ایک مسلمان کو یاد رہے کہ ہم **بلحاظ گورنمنٹ کے ہندوستان کو دار الحرب نہیں کہتے اور یہی ہمارا مذہب ہے** اگرچہ اس مسئلہ میں علماء مخالفین نے ہم سے سخت اختلاف کیا ہے اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ہم کو تکلیف دہی کا انہوں نے باقی نہیں رکھا **مگر ہم ان عارضی تکالیف اور آنی ضرر رسانیوں کے خوف سے حق کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں**۔ ہم اس بات پر **ایمان** رکھتے ہیں کہ **حکومت کے لحاظ سے ہندوستان ہرگز ہرگز دار الحرب** نہیں ہے ہمارا مقدمہ ہی دیکھ لو۔ اگر یہی مقدمہ سکھوں کے عہد حکومت میں ہوتا اور دوسری طرف اُن کا

کوئی گروپا برہمن ہوتا تو بدون کسی قسم کی تحقیق و تفتیش کے سکو پھانسی دیدینا کوئی بڑی بات نہ تھی مگر انگریزوں کی سلطنت اور عہد حکومت ہی کی یہ خوبی ہے کہ بمقابل میں ایک ڈاکٹر اور پھر مشہور پادری ہے لیکن تحقیقات اور عدالت کی کارروائی میں کوئی سختی کا برتاؤ نہیں کیا جاتا کپتان ڈگلس نے اسبات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی کہ پادری صاحب کی ذاتی وجاہت یا ان کے اپنے عہدہ اور درجہ کا لحاظ کیا جاوے۔ چنانچہ انھوں نے لیمار چنڈ صاحب سے جو پولیس+ گورداسپور کے اعلیٰ افسر ہیں یہی کہا کہ ہمارا دل تسلی نہیں پکڑتا پھر عبدالحمید سے دریافت کیا جاوے آخرکار انصاف کی رو سے ہم کو اس نے بری ٹھیرایا۔ پھر یہ لوگ ہم کو ارکان مذہب کی بجا آوری سے نہیں روکتے بلکہ بہت سے برکات اپنے ساتھ لیکر آئے جسکی وجہ سے ہم کو اپنے مذہب کی اشاعت کا خاطر خواہ موقع ملا اور اس قسم کا امن اور آرام نصیب ہوا کہ پہلی حکومتوں میں ان کی نظیر نہیں ملتی پھر یہ صریح ظلم اور اسلامی تعلیم اور اخلاق سے بعید ہے کہ ہم ان کے شکر گذار نہ ہوں۔ یاد رکھو انسان جو اپنے جیسے انسان کی نیکیوں کا شکر گذار نہیں ہوتا وہ خدا تعالےٰ کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا حالانکہ وہ اسے دیکھتا ہے تو عیب الغیب ہستی کے انعامات کا شکر گذار کیوں کر ہو گا جسکو وہ دیکھتا بھی نہیں۔ اس لیے محض حکومت کے لحاظ سے ہم اس کو دار الحرب نہیں کہتے ہاں ہمارے نزدیک ہندوستان دار الحرب ہے بلحاظ قلم کے پادری لوگوں نے اسلام کے خلاف ایک خطرناک جنگ شروع کی ہوئی ہے اس میدان جنگ میں وہ نیزہ ہائے قلم لے کر نکلے ہیں نہ سنان و تفنگ لے کر اس لئے اس میدان میں ہم کو جو ہتھیار لیکر نکلنا چاہیئے وہ قلم اور صرف قلم ہے ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس جنگ میں شریک ہو جاوے اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر وہ دل آزار حملے کئے جاتے ہیں کہ ہمارا تو جگر پھٹ جاتا اور دل کانپ اٹھتا ہے۔ کیا امہات المومنین یا دربار مصطفائی کے اسرار جیسی گندی کتاب دیکھکر ہم آرام کر سکتے ہیں جسکا نام ہی اس طرز پر رکھا گیا ہے جیسے ناپاک ناولوں کے نام ہوتے ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ دربار لنڈن کے اسرار جیسی کتابیں تو گورنمنٹ کے اپنے علم میں بھی اس قابل ہوں کہ اس کی اشاعت بند کی جائے مگر آٹھ کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری کرنے والی کتاب کو نہ روکا جائے۔ ہم خود گورنمنٹ سے اس قسم کی درخواست کرنا ہرگز ہرگز نہیں چاہتے بلکہ اس کو بہت ہی نامناسب خیال کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے اپنے میموریل کے ذریعہ سے واضح کر دیا تھا۔ لیکن یہ بات ہم نے محض اس بنا پر کہی ہے کہ بجائے خود گورنمنٹ کا اپنا فرض ہے کہ وہ ایسی تحریروں کا خیال رکھے بہر حال گورنمنٹ نے عام آزادی دے رکھی ہے کہ اگر عیسائی ایک کتاب اسلام پر اعتراض کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں تو مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ اس کا جواب لکھنے اور عیسائی مذہب کی تردید میں کتابیں لکھنے کا اختیار ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ جب کوئی ایسی کتاب نظر پڑتی ہے تو دنیا اور ما فیہا ایک مکھی کے برابر نظر نہیں آتا میں پوچھتا ہوں کہ جسکو وقت پر جوش نہیں آتا کیا وہ مسلمان ٹھیر سکتا ہے کسی کے باپ کو برا بھلا کہا جائے تو وہ مرنے مارنے کو طیار ہو جاتا ہے لیکن اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیجائیں تو اس کی رگ حمیت میں جنبش بھی نہ آوے اور پرواہ بھی نہ کرے یہ کیا ایمان ہے؟ پھر کس منہ سے مر کر خدا کے پاس جائیں گے۔ اگر مسلمانوں کا نمونہ دیکھنا چاہو تو صحابہ کرام کی جماعت کو دیکھو جنھوں نے اپنے جان و مال کے کسی قسم کے نقصان کی پرواہ نہیں کی اللہ اور اس کے رسول کی رضا کو مقدم کر لیا۔ خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جانا ہی ایک فعل تھا جو سارا قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے اور رضی اللہ عنہم کا تمغہ ان کو مل گیا۔ پس جب تک تم اپنے اندر وہ امتیاز وہ جوش اور حمیت اسلام کے لئے محسوس نہ کر لو ہرگز اپنے آپ کو کامل نہ سمجھ لو۔

ہماری جماعت یاد رکھے کہ ہم ہندوستان کو بلحاظ حکومت ہرگز ہرگز دار الحرب قرار نہیں دیتے بلکہ اس امن اور برکات کی وجہ سے جو اس حکومت میں ہم کو ملی ہیں اور اس آزادی کو جو اپنے مذہب کے ارکان کی بجا آوری اور اس کی اشاعت کے لئے گورنمنٹ نے ہم کو دے رکھی ہے ہمارا دل عطر کے

+ پنجاب [illegible] صاحب [illegible] مراد ہیں

شیشہ کی طرح وفاداری اور شکرگذاری کے جوش سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن پادریوں کی وجہ سے ہم اسکو دار الحرب قرار دیتے ہیں پادریوں نے چھ کروڑ کے قریب کتابیں اسلام کے خلاف شائع کی ہیں میرے نزدیک وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں جو ان حملوں کو دیکھیں اور سنیں اور اپنے ہی ہم و غم میں مبتلا رہیں۔ اسوقت جو کچھ کسی سے ممکن ہو وہ اسلام کی تائید کے لئے کرے اور اس **قلمی جنگ** میں اپنی وفاداری دکھلاوے۔ جبکہ خود عادل گورنمنٹ نے ہمکو منع نہیں کیا ہے کہ ہم اپنے مذہب کی تائید اور غیر قوموں کے اعتراضوں کی تردید میں کتابیں شائع کریں بلکہ پریس ڈاک خانے اور اشاعت کی دوسرے ذریعوں سے مدد دی ہے تو ایسے وقت میں خاموش رہنا سخت گناہ ہے۔ ہاں ضرورت ہے اس امر کی کہ جو بات پیش کی جاوے وہ **معقول ہو اس کی غرض دل آزاری نہ ہو۔** جو اسلام کے لئے سینہ بریاں اور چشم گریاں نہیں رکھتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالے ایسے انسان کا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے اسکو سوچنا چاہیئے کہ جسقدر خیالات اپنی کامیابی کے آتے ہیں اور جتنی تدابیر اپنی دنیوی اغراض کے لئے کرتا ہے اسی سوزش اور جلن اور درد دل کے ساتھ کبھی یہ خیال بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے ہو رہے ہیں میں ان کے دفاع کی بھی سعی کروں اور اگر کچھ اور نہیں ہو سکتا تو کم از کم پر سوز دل کے ساتھ خدا تعالے کے حضور دعا کروں اگر اس قسم کی جلن اور درد دل میں ہو تو ممکن نہیں کہ سچی محبت کے آثار ظاہر نہ ہوں اگر کوئی ہانڈی بھی خریدی جاوے تو اس پر بھی رنج ہوتا ہے یہانتک کہ ایک سوئی کے گم ہو جانے پر بھی افسوس ہوتا ہے

پھر یہ کیسا ایمان اور اسلام ہے کہ اس توہین کے زمانہ میں کہ اسلام پر حملوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے امن اور آرام کے ساتھ خواب راحت میں سو رہے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہفتہ وار اور ماہوار کی اخباروں اور رسالوں کے علاوہ ہر روز وہ کس قدر دو ورقہ اشتہار اور چھوٹے چھوٹے رسالے تقسیم کرتے ہیں جن کی تعداد پچاس پچاس ہزار اور بعض وقت لاکھوں تک ہوتی ہے اور کئی کئی مرتبہ انکو شائع کرنے میں کروڑہا روپیہ پانی کی طرح بہا دیا جاتا ہے یہ خوب یاد رکھو کہ پادریوں کے ذہن اور تصور میں ہندو کچھ چیز نہیں ہیں اور نہ دوسرے مذاہب وغیرہ کی انکو چنداں پرواہ ہے چنانچہ کبھی نہیں سنا ہو گا کہ جسقدر کتابیں اسلام کی تردید میں یہ لوگ شائع کرتے ہیں اس کے مقابلہ میں آدھی بھی ہندو مذہب کے خلاف لکھتی ہوں یہ لوگ دوسرے مذاہب سے چنداں غرض نہیں رکھتے اس لئے کہ ان میں بجائے خود کوئی حقانیت اور صداقت کی روح نہیں ہے وہ عیسویت کی طرح خود مردہ مذاہب ہیں لیکن **اسلام جو ایک زندہ مذہب ہے جو سچی قیوم خدا کی طرف سے ہے** اس کے خلاف یہ سر توڑ کوشش کرکے اس کو بھی مردہ ملت بنانا چاہتے ہیں چنانچہ جتنے ان کے اعتراضوں کو ایک وقت شمار کیا تھا ان کی تعداد تین ہزار تک پہونچ چکی ہے اور اب تو اس میں اور بھی اضافہ ہوا ہو گا۔

یاد رکھو مفتری انسان سو برس میں ڈرتا ہے چونکہ اس میں صدق عفت راستبازی نہیں ہوتی اس لئے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں **امرتسری افغانوں کا بکا یقین** ہے کہ یہ لوگ تارک الصلوٰۃ ہیں اور شراب پیتے ہیں جب دوسروں کی

سامنے وہ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بزرگ زادہ ہیں کیا جھوٹ بولیں گے؟ اس سے وہ وسوسہ میں پڑتے ہیں اور مان لیتے ہیں کہ ہاں سچ یہی ہے اسی طرح یہ لوگ ریشہ دوانیاں کرتے ہیں غرض ایک تو پادری ہیں جو کھلے طور پر اسلام کے خلاف کتابیں لکھتے اور شائع کرتے ہیں دوسرے انگریزی طرز تعلیم اور کتابوں میں بھی پوشیدہ طور پر زہریلا مادہ رکھا ہوا ہے فلسفی اپنے طرز پر اور مورخ اپنے رنگ میں واقعات کو بری صورت میں پیش کرکے اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اسوقت دو ہی قسم کے حملے ہوتے ہیں ایک پادریوں کے اور دوسرے فلسفیوں کے پس اسوقت اپنے اسلام کو ٹٹولنا چاہیئے۔

میں پھر اصل کلام کیطرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی قسموں پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ بھی اسی قسم کا ہے بڑے غور اور فکر کے بعد یہ راز ہم پر کھلا ہے کہ قرآن شریف کی جس جس مقام پر کوتاہ اندیشوں نے اعتراض کئے ہیں اسی مقام پر اعلی درجہ کی صداقتوں اور معارف کا ایک ذخیرہ موجود ہے جس پر انکو اسوجہ سے اطلاع نہیں ملی کہ وہ حق کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں اور قرآن شریف کو محض اس لئے پڑھتے ہیں کہ اس پر نکتہ چینی اور اعتراض کریں۔ یاد رکھو قرآن شریف کی دو حصے نہیں بلکہ تین ایک تو وہ حصہ جسکو ادنی درجہ کے لوگ بھی جو امی ہوتے ہیں سمجھ سکتے ہیں اور دوسرا وہ حصہ ہے جو اوسط درجہ کے لوگوں پر کھلتا ہے اگرچہ وہ پورے طور پر امی نہیں ہوتے لیکن بہت بڑی تعداد علوم کی بھی نہیں رکھتے اور تیسرا حصہ ان لوگوں کیلئے ہے جو اعلی درجہ کے علوم سے بہرہ ور ہیں اور فلاسفر کہلاتے ہیں یہ قرآن شریف ہی کا خاصہ ہے کہ وہ تینوں قسم کے آدمیوں کو یکساں تعلیم دیتا ہے۔ ایک ہی بات ہے جو امی اور اوسط درجہ کے آدمی اور اعلی درجہ کے فلاسفر کو تعلیم دی جاتی ہے یہ قرآن شریف کا ہی فخر ہے کہ ہر طبقہ اپنی استعداد اور درجہ کے موافق فیض پاتا ہے الغرض جو قرآن شریف کی قسم پر اعتراض کیا جاتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ قسم ایک ایسی شے ہے جسکو ایک شاہد کے مفقود ہونے کے بجائے دوسرا شاہد قرار دیا جاتا ہے قانوناً شرعاً عرفاً یہ عام مسلم

قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت

جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

الٓمّٓ۔ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین۔ لله الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر الله ینصر من یشاء وھو العزیز الرحیم وعد الله لا یخلف الله وعدہ ولکن اکثر الناس لایعلمون یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غفلون ۰۔

ترجمہ میں جو عیب داں خدا ہوں مسلمانوں کی موجودہ حالت اور اُن کے دشمنوں کی نسبت ایک پیشگوئی سناتا ہوں۔ سنو اور کان رکھو۔ رومی اپنی سرحد میں اہل فارس کے ہاتھ سے مغلوب ہوگئے ہیں لیکن وہ بہت جلد چند ہی سال میں یقیناً غالب ہونے والے ہیں۔ پہلے اور آئیندہ آنے والے واقعات تمام مصالح اور حکم پر مبنی ہیں اور اُن کے اسباب اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہی ہیں۔ اور اُسدن جب رومی فارسیوں پر غالب آئیں گے ایسا ہوگا کہ یہ دبے ہوئے اور ضعیف مسلمان بھی مشرکین کی بھاری جماعتوں پر غالب آئیں گے اور یاد رکھو کہ مشیت خداوندی اپنی برگزیدوں کے لئے نصرت کا پکا ارادہ کرچکی ہے۔ اور اس نصرت وتائید کو جو مسلمانوں کے حق میں نازل ہونے والی ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت وقوت روک نہیں سکتی۔ اس لئے مجھہ خداوند کا نام العزیز (غالب ومقتدر) ہے اور پیروان نبی عرب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حق میں میرا رحم جوش زن ہے۔

اب اس پیشگوئی میں کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجایش نہیں۔ اسلئے کہ اللہ کا وعدہ ہے جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے اور وہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا کیونکہ یہ بات اسکی صفات کاملہ کے مخالف ہے۔ مگر بہتیرے لوگ اسوقت اس پیشگوئی کے سمجھنے اور اسپر یقین لانے سے قاصر رہیں گے اس لئے کہ ان کی کوتاہ نگاہیں اور محدود علم واقعات زندگی کے ظاہری اسباب سے باہر تجاوز نہیں کرسکتے اور وہ فقط موجودہ صورتوں اور سببوں ہی کو دیکھہ سکتے ہیں۔ اور آنے والے مخفی واقعات کی نسبت اُنھیں کوئی بھی آگاہی نہیں اور نہ ہی وہ دھیان کرتے ہیں۔

یہ پیشگوئی کب ہوئی

ایسی وقت میں جسے قرآن کی اصطلاح میں فتن کے دن کہا جاتا ہے اور جبکہ یہی کھٹکا لگا رہتا تھا کہ مسلمانوں کی بہت چھوٹی اور ضعیف جماعت نیست ونابود ہوجاے گی پیشگوئی کی گئی۔ جو لوگ اسباب سے واقف ہیں کہ جناب ہادی کامل (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حالت مکہ معظمہ میں کیسی تھی وہ اس امر کے تسلیم کرنے سے کوئی وجہ انکار کی نہیں رکھینگے کہ بلاشبہ پیشگوئی محدود العلم اور ضعیف القوی انسان کی قدرت وعلم سے باہر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت محض بیدست وپا اور بیکس وسامان تھے اپنے پرائے سب دشمن تھے۔ رفیقوں کا کوئی ایسا گروہ جس کی جمعیت اور قوت سے استدلال ہوسکے کہ آئیندہ آپ کی حالت میں بہت جلد کوئی بہتر انقلاب آنے والا ہے موجود نہ تھا۔ آپ کے پاس کوئی دنیوی جائیداد اور مال ومتاع نہ تھا جسپر کسی طامع اور حریص طالب دنیا لشکر کے اکٹھا ہونے کی توقع ہوسکے۔ غرض ہر طرف سے اُمیدیں قطعاً معدوم وموہوم اور خطرات یقینی بالفعل اور معلوم۔ کیونکر کوئی شخص اتنا گمان کرنے کی بھی جرأت کرسکتا ہے کہ ایسا انسان جس کی حالت مذکور ہوچکی ہے ایسی قطعی یقینی خبر دے۔

اس پیشگوئی کے خدا کی طرف سے ہونے کی دلیل

خدا ترس منصف اس پیشگوئی کے اسباب وبواعث اور اس کے پیرواز میں غور کریں۔ اس کی تحریک یوں ہوئی کہ انہی دنوں میں جب مسلمان کفار مکہ سے دکھہ پر دکھہ اُٹھا رہے تھے۔ اور مشرکین بڑی گستاخی اور بیباکی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے کہ تم اگر اپنے دعوی منجانب اللہ ہونے میں صادق ہو تو کیا وجہ ہے کہ تمہارا خدا تمہاری کچھہ بھی مدد نہیں کرسکتا۔ اسقدر مصیبتوں اور آفتوں میں تم مبتلا ہو اور تمھاری نہیں سنتا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تم اپنے دعوی میں کاذب ہو۔ ہمارے معبود جنکی تم بے ادبی کرتے ہو یقیناً سچے اور قادر ہیں۔ اور یہ انھی کی مہربانی سے ہے کہ ہم اموال واولاد اور بہت بڑی جمعیتیں اپنے پاس رکھتے ہیں جنکی قوت ووساطت سے یقیناً تم کو آخر ایک دن پیس ڈالیں گے۔

درحقیقت اسباب پرست مشرکین جن کی آنکھیں موجودہ اسباب کے دائرہ سے باہر نہیں دیکھہ سکتی تھیں اور جنکا ہرگز یہ یقین نہ تھا کہ قادر مطلق حکیم خدا کے امور محدود العلم انسان کے حد بست اور معروفہ اسباب نیچرسے ورا الورا ہیں سخت تعجب اور حیرت سے دیکھتے تھے جب ایک ظاہر میں بالکل بے سروسامان اور بے جاہ وحشم

[illegible] جو کچھ سنتے
فقد کذبوا بالحق لما جاءهم فسوف یأتیهم انبٰؤا ما کانوا به یستهزءون - الم یروا کم اهلکنا من قبلهم من قرن مکنّٰهم فی الارض ما لم نمکن لکم وارسلنا السماء علیهم مدرارا وجعلنا الانهٰر تجری من تحتهم فاهلکنٰهم بذنوبهم وانشانا من بعدهم قرنا اٰخرین - وکذب به قومک وهو الحق - قل لست علیکم بوکیل - لکل نبا مستقر وسوف تعلمون - قال قد وقع علیکم رجس وغضب - اتجادلوننی فی اسماء سمیتموها انتم واباؤکم ما نزل الله بها من سلطٰن - فانتظروا انی معکم من المنتظرین - فانجینٰه والذین معه برحمة منا وقطعنا دابر الذین کذبوا باٰیٰتنا وما کانوا مؤمنین - ان للذین ظلموا ذنوبا مثل ذنوب اصحٰبهم فلا یستعجلون - فویل للذین کفروا من یومهم الذی یوعدون - ولقد جاء اٰل فرعون النذر - کذبوا باٰیٰتنا کلها فاخذنٰهم اخذ عزیز مقتدر - اکفارکم خیر من اولٰئکم ام لکم براءة فی الزبر - ام یقولون نحن جمیع منتصر - سیهزم الجمع ویولون الدبر - بل الساعة موعدهم والساعة ادهٰی وامر -

ترجمہ وہ اس حق کی جب اُن کے پاس آیا تکذیب تو کر ہی چکے ہیں سو انھیں جلد پتہ لگ جائے گا کہ اُن کی ہنسی اور تمسخر اُن کے لئے کیا رنگ لاتے ہیں۔ خوب سوچو اور غور کرو تم سے پہلے ہم نے بہت سے قوموں کو ہلاک کیا - انھیں ہم نے دنیا میں وہ ساز و سامان دے رکھا تھا جو تمھیں نہیں دیا چنانچہ اُن کی خاطر ہم نے عین موقعوں پر بارش برسائی اور اُن کے ملکوں میں نہریں اور دریا چلائے جس سے اُنکے کھیت اور باغات سدا ہرے بھرے رہتے تھے - اسپر بھی جب انھوں نے بدکاریاں اختیار کیں تب ہم نے نیست و نابود کر دیا - اور پھر اُن کی جگہ اور قوم پیدا کی - تیری قوم اس کی تکذیب کرتی ہے اور فی الحقیقت یہ ہے سچ - ان سے کہدو کہ میں اس آنے والے عذاب کو ہاتھ پر لئے تو کھڑا نہیں ہوں - ہر پیشگوئی کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ عذاب تم سے ہرگز نہ ٹلے گا - وہ بولا اے منکرو تم پر قہر اور غضب یقیناً نازل ہونے والا ہے - تم مجھ سے ایسے معبودوں کے متعلق جھگڑے کرتے ہو جنکے نام ہی نام ہیں اور ان کے حقائق کچھ بھی نہیں - اور یہ نام تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے خود ہی تراش لئے ہیں - اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے لئے کوئی الہامی سند نہیں. سو اس صدق و کذب کا عنقریب فیصلہ ہونے والا ہے تم میری ہلاکت کی (اگر میں کاذب ہوں) راہ دیکھو میں تمھاری ہلاکت کی دیکھتا ہوں سو آخر کار اُس صادق کو اور اُس کے ساتھیوں کو ہم نے اپنی رحمت سے بچا لیا اور اُن سب کا استیصال کر دیا جو ہمارے نشانوں کی تکذیب کرتے اور اُن پر قبل از وقوع حسن ظن سے ایمان نہ لاتے تھے - ان راستی کے مخالفوں کی ویسی ہی تباہی کی باری آنے والی ہے جیسے اُنھی کی قسم کے گزشتہ ظالموں کی آئی تھی سو اس کے لئے ایسی جلدی نہ کریں - ان ناعاقبت اندیشوں کو خبر نہیں کہ وہ وقت جس کی نسبت انھیں ڈرایا جا رہا ہے اُن کے لئے سخت تباہی اور ہلاکت کا وقت ہے - فرعون کے لوگوں کے پاس بھی ڈر سنانے والے آگئے اور صداقت کے نشان پر نشان اُنھیں دکھائے مگر انھوں نے ہمارے اُن سب نشانوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے انھیں ایسا پکڑا جیسا ایک با اقتدار اور زبردست پکڑ سکتا ہے - پس اے مشرکان عرب تم جو اس مثیل موسیٰ سے خلاف کر رہے ہو تم ان فرعونیوں سے بڑھکر نہیں ہو سو تمھیں بھی وہی روزِ بد پیش آنے والا ہے - ہاں تو کیا تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ تمھاری نسبت پہلے نوشتوں میں بچاؤ کی خبر آ چکی ہے - ہاں تو کیا ان کا یہ گمان ہے کہ وہ کامیاب ہونیوالی انتقام کش جماعت ہیں - سُن لو بہت جلد وقت آنیوالا ہے کہ یہ سارے مخالفوں کے لشکر اس انسان سے جو بالفعل کوئی سامان نہیں رکھتا اور پورے معنوں میں ظاہر بیکس ہے شکست فاش کھائیں گے سو ان کی تباہی کے لئے ایک وقت قطعاً مقرر ہو چکا ہے اور وہ وقت سخت پر مایوسی آمد اور شاق گذرنے والا ہوگا -

غرض اس قسم کی قاہرانہ پیشگوئیاں اور ایسے پر زور دل ہلا دینے والے دعوے جب ایک ضعیف البنیان انسان کے منہ سے نکلیں اور انسان بھی وہ جو ضعیف و ناتوانی کی واقعی حالت میں اپنی نظیر آپ ہو تو تندخو مادہ پرست قوم کی نگاہ میں ضرور ہے کہ استخفاف کی آنکھ سے دیکھی جائیں اور درحقیقت ہر زمانہ میں ظاہری اسباب تک محدود رہنے والوں کے ایسے ہی خیالات ہوتے ہیں وہ خدا کو تو مانتے ہیں مگر وہ اُنکے کمزور ذہنوں اور محدود تصورات کا تراشا ہوا ایک نام ہے جو جماد کی طرح معطل محض اور مسلوب القویٰ ہے نہ وہ اللہ جو جامع جمیع صفات کاملہ اور تمام صفات ناقصہ سے منزہ ہے جسکا ذرات کائنات پر ہر آن و ہر لحظہ میں تصرف

واختیارہ حکمراں ہے بل یداہ مبسوطتٰن ینفقھا کیف یشاء ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کو پوری قدرت اور آزادی ہے اللہ کائنات پر سے اقتدار مطلق حاصل ہے جسطرح چاہے ذرات عالم سے کام لے۔

الحاصل یہ فاورائد دھمکیاں بھی یکے بعد دیگرے جاری تھیں۔ اور مشرکین ضد اور بغض سے بھر کر ایذا و اضرار میں نمایاں ترقی کرتے جاتے تھے۔ اگر کوئی ایک آدھ آدمی مسلمان بھی ہوتا تو وہ طرح طرح کے ظلم وستم سے ہلاک کیا جاتا اللہ کی حکمت عجیب قسم کا ابتلا اور امتحان تھا۔ انھی وقتوں میں بت پرست پارسیوں سے اہل کتاب رومی شکست کھا گئے۔ اس فتح سے ... بت پرست فارسی اہل کتاب رومیوں پر غالب آگئے ہیں اسی طرح مسلمان بھی جو اہل کتاب ہونے کے مدعی ہیں ہمارے ہاتھوں سے جو بت پرستی کے حامی ہیں ہلاک ہو جائینگے۔ اب وہ بڑی سرگرمی اور پختہ شوق سے دین جدید کی بیخ کنی میں جان توڑ کر کوششیں کرتے تھے۔ اور بے شک بالعقل ظاہری انتظارہ ان کی تائید میں تھا۔ فرقہ جدید کا بانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جو بڑا لشکر اور سامان قوت نمائی کا اپنے پاس رکھتا تھا وہ یہ الفاظ تھے جو دشمنوں کے نزدیک ہلاکی دھمکیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے۔ وہ اپنے پیروؤں کو جب وہ ظالم کفار کے ہاتھوں اس کے پاس آکر شکوے کرتے تھے اسی بڑے مضبوط ناقابل شکست قلعہ کا پتہ دیتا والعاقبة عند ربك للمتقين ۔ یعنی آخر راستبازوں کی جیت ہو جاویگی اور یہ حصن حصین اگر نظر آسکتا تھا تو صرف اُنھیں کو جنھیں ایمان بالغیب اور حسن ظن بقدرۃ قادر سے پورا حصہ ملا تھا۔ ناخدا ترسوں کے نزدیک تو مضحکہ آمیز کارروائی سے زیادہ نہ تھا۔ قادر مطلق حکیم اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ اسکی پیشگوئی ایسی جنس سے ہوتی ہے کہ فریق مخالف کے تصورات ذہنیہ اور ان کے معہودات خارجیہ پر تعلق قریب کی وجہ سے اسکا پورا اثر پڑ سکے سو جس چیز کو مشرکین نے اپنے زعم میں بڑا عظیم الشان سمجھا اور حضرات محمد و ابراہیم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کے ضعف و بیچارگی پر اس سے استدلال کرنے کا موقعہ پایا اسی سے اس کی عبرت انگیز حکمت نے تقاضا کیا کہ اپنے ستائے ہوئے اور جھٹلائے ہوئے رسول کی صداقت دعاوی کے لئے گردنیں جھکا دینے والا نشان قائم کرے۔ اور اس بھاری غرض کے لئے کہ بدظن ناقدر شناس سبب پرست دنیا اس نشان کی عظمت اور جلالت شان کی نظر سے متفکر ہو جاوے اور کسی قیافہ۔ کہانت

کیوں اسے قیافہ وغیرہ کی قسم سے نہ سمجھا جائے

تنجیم۔ رمالی اور واقفیت فنون حربیہ پر اسے کسی طرح بھی حمل کرنیکی راہ نہ نکال سکے اس نشان کو **دوہرا** اور یوں اور بھی پُر ہیبت اور فوق العادہ بنا دیا۔

اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ حضرت ہادی عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس وقت کی خستہ و شکستہ حالت کسی صورت میں دل خوش کن امید نہیں دلا سکتی تھی بلکہ جیسا قرآن کریم کی اس آیت سے عیاں ہوتا ہے تخافون ان یتخطفکم الناس یعنی تمھیں ہر وقت یہی ڈر لگا رہتا تھا کہ تم نیست و نابود کر ڈالے جاؤ گے ہر ایک قرینہ قریبہ یا بعیدہ اُن تمام ناکامیابی کی خبر دینے والی پیشگوئیوں کے بصراحت تمام مخالف پڑا ہوا تھا۔ اس حالت میں رومی غلبہ کی پیشگوئی کے ساتھ یہ بھی اضافہ کر دیا کہ عین اسی وقت اور ٹھیک اسی تاریخ جبکہ مغرور آتش پرستوں پر شکستہ دل رومی غالب آجائیں گے یہ ضعیف۔ خستہ۔ کوفتہ بالکل بے سامان اور مٹھی بھر اور مسکینی کی نشانہ جماعت مومنین کی بھی اپنی سرکش گھمنڈی جمعیت کثیرہ پر اترانے والے اور خدائے عظیم کی عقل خیرہ کن قدرتوں پر توجہ نکرنے والے دشمنوں پر غالب آئیں گے یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ یعنی اُسدن یہ عاجز مسلمان بھی اپنی فتح اور کامیابی کی خوشیاں منائیں گے اس مبارک اضافہ سے جس نے اس پیشگوئی کو دوہرا کر دیا ایسی دل کو کپکپا دینے والی ہیبت اور رعب الٰہی ظاہر ہوتا ہے کہ اسباب عالم اور ان کے مسببات یا علل و نتائج کے ظاہری لاینفک تعلقات کے تعلق وسواسی میں مبتلا عقل اس کے سامنے اپنی قصور فہم کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا یہی عجیب سلسلہ ہے جس سے اس کی فوق العقول قدرتوں بلکہ خود اس کے وجود کا عین الیقین ہو سکتا ہے۔ دہریہ یا میٹریلسٹ بھی اگر اس پر حکمت سلسلہ میں دیکھی

ایسی پیشگوئی دہریہ پر زبردست حجت ہے

حقانی سے غور کرے تو اسے بے اختیار ہمہ قدرت دائم التصرف خدا کے وجود کا اقرار کرنا پڑ جاوے مصنوعات سے صانع عالم کے وجود پر استدلال یا نیچر کے تناسبات ہندسیہ سے ایک مدبر مہندس بود لابدپیر پے لے جانے کا طریق ایسا موثر ثابت نہیں ہوا کہ اس نے ہرزہ درا

منکرین کی گردنیں اپنے ثبوتوں کے آگے خم کردی ہوں۔ اس سے زیادہ سے زیادہ اگر کچھ حاصل ہو سکتا ہے تو صرف اتنا کہ ظن کے طور پر عقل اقرار کر لیتی ہے۔ کہ ایک صانع اس منتظم کارخانہ کا ضرور ہونا چاہیئے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیاں بالخصوص یہ غلبہ روم کی نادر الوقوع پیشگوئی ناقابل چون و چرا ثبوت سے لذت بخش یقین دلاتی ہے کہ واقعی ایک قادر مطلق۔ ہمہ علم متصرف بالارادہ اور اپنی لا انتہا اور ہر آن میں جدید در جدید مرضیوں اور ارادوں کے پورا کرنے پر مقتدر ہستی موجود ہے اور یقیناً ہے۔ محدود العلم اور ناطاقت انسان کے منصوبے اس کے غیر مغلوب ارادوں کو شکست نہیں دے سکتے اور تمام عالم کی متحدہ دانائیاں اور متفق طاقتیں جب اس کی مرضی اور مشیت کا قوی تعلق اور قطعی فتویٰ ہو جائے ایک یتیم بے زور و بے سامان اور امّی کے علم و طاقت کے مقابل پر سراسر بے وقوفیاں اور کمزوریاں ہیں۔

پس ایسی واضح صداقت کو قیافہ اور اٹکل کہنا یا پولیٹیکل پیشگوئی اس کا نام رکھنا اور یہ ظاہر کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں طاقتوں کا

پیشگوئی کیوں اور کب حجۃ اللہ ہو سکتی ہے

حال معلوم تھا اور اس لیئے وہ جانتے تھے کہ آخر رومی غالب ہو جائیں گے تمام محققہ صداقتوں کا خون کرنا اور گردن زدنی تعصب اور جہل کا ثبوت دینا ہے۔ اس بات کا ثبوت دینے کی یقیناً کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع اور حالت کیسی تھی۔ اور ممالک غیر کے ملکی معاملات اور پیچ در پیچ تعلقات سے آپ کو کہاں تک دلچسپی تھی۔ یہ مانی ہوئی اور بالکل صاف بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر دراز سے چلہ گزین درویشوں کی طرح تنہائی کی زندگی بسر کرتے اور کاروبار عالم کی گرم بازاری کے نظارہ سے قطعاً منقطعانہ اوقات گذارتے تھے۔ غار حرا کا کنج تنہائی تھا اور آپ تھے۔ ہفتوں ہفتوں کی قوت لایموت گھر سے لیجا کر رات دن وہیں رہتے۔ اسی حال میں رب کریم نے آپ کو یاد فرمایا اور رسالت کا عظیم الشان منصب آپ کو عطا کیا۔ اب سے پبلک لائف کی بنیاد پڑی۔ اس وقت پیغام الٰہی پہونچانے میں آپ ایسے سرگرم نظر آتے ہیں کہ انہی ایک دھن کے سوا اور دوسرا کوئی امر پیش نہاد خاطر معلوم ہی نہیں ہوتا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب اس سرگرمی میں اور بھی حرارت پیدا ہوئی تو ایام الفتن اور اوقات المحن کا دور شروع ہو گیا اور ایسی مصائب کا سامنا ہوا کہ ہر وقت جان کے لالے پڑے رہتے۔ اسوقت کے حالات کو دیکھکر کیونکر ایک بابصیرت اس بات کو مان سکتا ہے کہ آپ ایک فارغ دل بے کار مشغلہ پسند انسان کی طرح جسے کوئی ذاتی شغل اور تصرف نہ ہو بالکل اجنبی قوموں اور ان کے دقیق ملکی انقلابات کے علل اور اسباب پر سوچتے رہتے تھے اور علاوہ بریں آج کل کی طرح تار ریل اور ڈاک کے سامان بھی نہ تھے اصل بات یہ ہے کہ جسمانی اور روحانی واقعات میں تشابہ ضرور ہے۔ یعنی اس سے چارہ نہیں کہ ایک ملکی دقیقہ شناس اور ایک محض روح حق سے

پولیٹیشن اور نبی کی پیشگوئی میں فرق

نبوت کرنے والے کی آیندہ کی خبر یا پیشگوئی کا مآل واحد ہو جاتا ہے مگر اس ظاہری تشابہ کی ہرگز یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ ان دو شخصوں کے امتیاز حال میں مغالطہ آمیز التباس واقع کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسا کھلا کھلا امتیاز رکھا ہے کہ اس میں کسی طرح بھی شک و تردد کی گنجایش نہیں ہو سکتی۔ ہم پہلے مکرر اپنا کر چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی دوہری پیشگوئی ہے۔ اس لیئے کہ اگر کوئی ظالم گستاخ جرات کرکے پہلی شق کی نسبت جو بظاہر کل پولیٹیکل کا شبہ ڈال سکتی ہے اپنے تئیں کامیاب نکتہ چین تصور کرنے پر خوش ہونے لگے تو اس کی دوسری شق جو بہر وجوہ فوق العادہ امور پر مبنی اور محض روحانی ہے اُسے پاؤں رکھنے کی ذرا بھی جگہ نہیں دیتی۔ کیونکہ جسطرح پہلی دو طاقتیں (فارس و روم) متقابلاً اسباب عادیہ رکھتی ہیں۔ اور ہر ایک کے پاس کم و بیش ایسے آلات حرب اور افواج موجود ہیں جو لازماً ایک مدبر ملکی کو بالموازنت ایک نتیجہ پر پہونچانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ بالعکس دوسرے دو حریف اس سے بالکل متغائر پڑے ہوے ہیں۔ ایک طرف ایک قوم اور قوم کثیر ہے جو پہلے ہی سے تند خو سفاک اور انتقام کش ہے۔ اور ہر ایک ادنیٰ سبب سے اس کی قوت غضبی مشتعل ہو جاتی ہے۔ مگر اب مذہبی اشتعال نے اُسے اور بھی ایک کریلا اور پھر نیم چڑھا بنا رکھا ہے۔ اُس قوم کا مسلم اصول ہے کہ خفیف سی اہانت اور ہتک پر کٹ مرنا انکا عین ایمان ہے مگر اب ایک شخص اور بالکل بے سامان شخص کے مُنہ سے وہ بار بار یہ سُن رہے ہیں انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لھا واردون۔ لو کان ھؤلاء الھۃ ما وردوھا وکل فیھا خلدون یعنی تم اور تمھارے معبود جو اللہ سے سوا ہیں دوزخ کے ایندھن ہیں تمھیں اُس دہکتی آگ میں ضرور ضرور وارد ہونا پڑیگا۔

تقریر

(جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۲۷- دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو بیان فرمائی)

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم هو الذی ارسل رسولہ بالهدیٰ ودین الحق لیظهرہ علی الدین کلہ

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُسی نے اپنا رسول بھیجا ہے۔ ہدایت اور دین الحق کے ساتھہ تاکہ کل دینوں پر اُسکو غالب کرے اگرچہ کافروں کو یہ بات بہت بری لگتی ہے کہ یہ دین یہ رسول غالب آجاوے۔

اس آیت شریف کے متعلق میں کچھہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ لوگ غور سے سُنیں گے۔

میرا اعتقاد ہے کہ محبت کے بدون انسان کو کسی کے اتباع کی توفیق نہیں ملتی۔ قرآن کریم میں جس شخص کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ اُسکے اتباع کی صورت یہی ہے کہ اُسکی ایسی پیروی کی جاوے کہ اپنا ارادہ۔ ہوائے نفس باقی نہ رہے۔ اپنے سارے تجربے۔ مدتہائے دراز کی سیکھی ہوئی باتیں اُسکے حکم کے آگے یوں چھوڑ دی جاویں کہ گویا وہ کچھہ حقیقت ہی نہ رکھتی تہیں۔ اس قسم کا اتباع وہ اتباع ہے جس کے لئے میں نے کہا ہے کہ وہ سچی محبت اور کامل اخلاص کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ جبکہ یہ امر واقعی اور بجا ہے کہ اتباع کامل محبت کامل کا نتیجہ ہے تو سوال یہ ہوگا کہ وہ اسباب کیا ہیں؟ جنکا نتیجہ محبت ہو یا مختصر طور پر یوں کہو کہ محبت کیونکہ پیدا ہوسکتی ہے؟

میرا اعتقاد ہے کہ جب تک کسی شخص کا پورا حسن اور کامل احسان اپنی پوری کیفیت کے ساتھہ دل میں نہ کہب جاوے محبت پیدا نہیں ہوسکتی۔ ارادی طور پر محبت پیدا ہونے کے لئے ان ہر دو اُمور پر کامل اطلاع ضروری ہے۔

میں نے یہ مختصر سی تمہید اس لئے پیش کی ہے کہ ہم کو بہی ایک امام کی پیروی کی طرف دعوت کی گئی ہے۔ ایک شخص کے اتباع کو ہم پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ اب ہم اُس حکم اطاعت کو کامل طور پر کیونکر بجا لادیں جب تک کہ شخص متبوع کے ساتھہ پوری محبت نہو۔ اور میں ابھی بتلا چکا ہوں کہ پوری محبت کیونکر ہو جب تک صفات سے پوری واقفیت نہو۔ پس میں کوشش کروں گا کہ میں آپ کو دکھاؤں کہ وہ شخص جسکی اطاعت اور پیروی کے لئے آپ کو حکم دیا گیا ہے کیسا ہے؟

میری روح میں یہ بڑی تڑپ رہی ہے (اور جسکو میرا بنانے والا میرا مولا کریم خوب جانتا ہے) کہ اپنے دوستوں کو خصوصًا اور عام لوگوں کو عمومًا اُن اُمور سے آگاہ کروں جنہوں نے میرے قلب کو فنا نہونے والی محبت دی ہے۔ اگرچہ اپنے ادراک اور فہم کے مطابق ہر ایک شخص کو امام کی پاک صحبت سے لطف اور مزا حاصل ہوتا ہی مگر میں ساتھہ ہی یہ کہتا ہوں کہ تھوڑی ہیں جنکو مجھہ سے زیادہ مزا آتا ہے اسی لئے میں ہمیشہ اس فکر میں لگا رہتا ہوں کہ اپنی حیثیت علمی کے موافق دوستوں کو اُس سے آگاہ کروں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں نے اس آیت کو اپنے آج کے بیان کیواسطے منتخب کیا ہے۔

میرے دوستو! تمام مفسرین نے اس آیت کو جو میں نے ابہی پڑہی ہے یعنے هو الذی ارسل رسولہ بالهدیٰ ودین الحق لیظهرہ علی الدین کلہ۔ بالاتفاق مانا ہے کہ وہ آنے والے مسیح موعود کے حق میں ہے۔ یعنی تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ واضح حجت کے ساتھہ ہاں ایسے طور پر کہ دنیا بول اُٹھے کہ واقعی اسلام کے دلایل کو کہلا غلبہ مل گیا اُسوقت ہوگا جب کہ مسیح موعود آئیگا۔ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیس میں مسیح موعود کے حق میں ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود نے بہی اس آیت کو اپنے حق میں لیا ہے۔ یعنے جیسا کہ مفسرین نے اقرار کیا ہے کہ یہ آنے والے مسیح موعود سے تعلق رکھتی ہے اُسی طرح اُس انسان نے جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے پوری بصیرۃ اور کامل شعور کے ساتھہ خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام کی بنا پر اس آیت کو اپنے حق میں لیا ہے۔ اور یہ الہام پچیس برس پہلے سے براہین احمدیہ میں موجود ہے اب میں یہ دیکھنا یا دکہانا چاہتا ہوں کہ کیا مرزا صاحب کا وجود واقعی اس آیت کا مصداق ہے؟ اور کیا مرزا صاحب کے ہاتھہ پر اسلام کو وہ غلبہ حاصل ہوا جو اس آیت کا مدعا ہے؟

حضرت مرزا صاحب نے دو دعوے کئے ہیں ایک یہ کہ میرا نام مہدی ہے دوسرا یہ کہ میرا نام مسیح موعود ہے۔ ان دعووں کے دو رُخ ہیں ایک اندر کیطرف دوسرا باہر کیطرف یعنے ایک اپنی قوم کی طرف توجہ ہے اور دوسرا بیرونی اقوام سے متعلق ہے۔ اندرونی فسادوں کے لحاظ سے مہدی کا دعویٰ کیا ہے اور اُن تفرقوں اور فسادوں کو روبہ اصلاح کرنے کے لئے جو قوم کے مختلف افراد میں پھیل رہے ہیں۔ اور جنہوں نے

اسلام کو بجائے خود پاش پاش کردینے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا مہدویت کام کرے گی اس لفظ سے یہ ہی پایا جاتا ہے جبکہ باریک بین نگاہ کے ساتھ مہدی کے لفظ کی تہ میں ڈوب کر غور کرو کہ جب مہدی کا ظہور ہوگا اسوقت ہدایت راشدہ کا نام مٹ گیا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا مہدی کی شکل میں بیان کیا گیا ہے

غرض مہدی کا دعویٰ اندرونی فسادات اور اختلافات کے مٹانے اور ہدایت کی گم شدہ راہوں کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ کیونکہ اسکے مقابل پر پورے منشاء کیموافق ہدایت اور توحید اٹھہ گئی ہوگی اور مسیح موعود کا دعویٰ بلحاظ زمانے کی بیرونی خرابیوں اور مفاسد کے ہے یعنے ان دشمنوں کے حملوں کے رد کرنے اور طرح طرح کی خرابیوں اور انکے پیدا کردہ فسادوں کے ازالہ کے لئے ہے جو اخلاق فاضلہ کی تباہی کا موجب ہوتے ہیں۔ ایسے حملوں کے دفعیہ اور اسلام کو پرزور اور قوی ثابت کرنے کے غرض اور اقتضائے زمانہ سے مسیح موعود خدا نے نام رکھا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں بڑی بھاری قوم غلبہ قوت زبان درازی رکھنے والی اور ہر قسم کے خیال میں آنے والے حملے اسلام پر کرنے والی نصاریٰ کی قوم ہے اس لئے انکے زور زبان درازی کو اپنی زور قلم سے توڑ کر دکھا دینے والا دشمن کی مناسبت کے لحاظ سے اس منصب پر سرفراز ہوا میں اسوقت ان مفاسد اور مکائد کا ذکر نہ کروں گا جو اس گروہ نے پھیلائے ہیں کیونکہ ہمارے دوست جنہوں نے حضرت اقدس کی تصانیف کو پڑھا ہے یا کم ازکم سابقہ مشنریوں کی حالت پر غور کرنیکا موقع پایا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ اس قوم کیوجہ سے کیا کیا تباہیاں آئی ہیں۔ غرض مسیح موعود کا لفظ بتلاتا ہے کہ ایسی عظیم الشان بہ شوکت پرزور قوم کے حملوں کے دفاع کے لئے۔ اور اسلام کو غالب اور حق ثابت کرنے کیواسطے خدا نے وقت پر ایک کاری حربہ بھیجا ہے اس کو ایک خوبصورت اور مگا ڈرا دینے والے پرشوکت معنی خیز لفظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ کسر صلیب کے لئے مناسب ہتیار تیار کیا ہے۔

یہ مذہب نصاریٰ کا جو دلائل دیتا ہے اور جو اخلاقی خوبیاں۔ اور استقبال بیاں کرتا ہے مدار اعلیٰ ہیں اس سارے مجموعہ کا نام صلیب ہے۔ اور غور سے دیکھو تو موجودہ عیسویت کی بنا ایک لکڑی پر ہے۔ جو بجائے خود لعنت کی لکڑی ہے

بہرحال

مسیح موعود کا نام بتلاتا ہے کہ اس کو توڑنے کو لئے آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ امر بخوبی آپ کے ذہن نشین ہوگیا ہوگا کہ حضرت صاحب کا کیا دعویٰ ہے اور وہ اپنے اندر کیا حقیقت رکھتا ہے؟ اب میں اسبات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اپنی پوری بصیرۃ اور پورے شعور اور ایمان سے ہے جس سے مجھے ایسا لطف اور سرشاری حاصل ہے کہ قریب ہے کہ میرے بال بال سے ذوق پھوٹ پڑے یہ بات بتلاتا ہوں کہ یہ دونوں دعوے ٹھیک ٹھیک اور حق حق حضرت صاحب کے لئے ہیں۔ جسکو میں کسیقدر وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کرونگا۔

قرآن کریم میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ہم سب مسلمان بالاتفاق اس کو مانتے ہیں مگر ختم نبوت کے معنوں میں لوگوں نے غلطی کھائی ہے بعض کی یہ رائے ہے کہ خدا نے جیسا چاہا کر دیا صاف لفظوں میں یوں کہو کہ دہنگے سے نبوت ختم کردی مگر ہم یہ کہتے ہیں اور یہ حق ہے کہ نبوت بلکہ طبعی طور پر ختم ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام کمالات نبوت کے ختم ہوگئے۔ قرآن کریم سے باہر کوئی سچائی اور راستی نہیں ہے اس لئے طبعی طور پر تقاضاء کیموافق ختم نبوت ہوا۔ جیسے دو اور دو چار کے بعد کچھ نہیں اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود میں جمیع کمالات نبوت کا جمع ہونا ہے۔ کیا سچ ہے **فماذا بعد الحق الا الضلال** میں بہت دفعہ سوچا کرتا ہوں جیسے امر و نہی کی تکمیل قرآن نے کی ہے کیا اسکے بعد کوئی اور صورت بھی ممکن ہے؟ میں جو اپنی جگہ پر بہت سوچنے والا ہوں حیران ہو ہو گیا ہوں کہ کوئی صورت نکلے یا کوئی پیش لائے کر کے دکھا دے مگر میں خدا تعالیٰ کے گھر میں کہتا ہوں کہ وہم و گمان میں بھی کوئی صورت نہیں آسکتی۔ میں یہ بات بطور درمیانی دلیل کے لایا ہوں۔ غرض یہ ہے جس طرح پر سب مسلمان مان چکے ہیں کہ سلسلہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا اسی طرح طبعی اور فطرتی طور پر تجدید دین کا سلسلہ مسیح موعود پر ختم ہوا۔ اب اگر یہ بات ثابت کردی جاوے اور لوگوں کے دلوں میں ایک لذت اور سرور کے ساتھ یہ امر بیٹھ جاوے تو کیسا رنگ جاگزین ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی کیسی محبت اور لذت آسکتی ہے۔ چنانچہ اب میں اسی سلسلے کے درپے ہوں بلحاظ مہدی ہونے کے جو اصلاح کی ہے وہ کامل اصلاح ہے یا نہیں؟ اور بلحاظ مسیح کے جو تجدید کی ہے وہ کامل ہے یا نہیں؟

یاد رکھنا چاہیئے کہ اندرونی

مفاسد - بد اخلاقیاں - ہر قسم کی کمزوریاں ان سب کی جڑ خدا کی ہستی پر ایمان کی کمزوری ہے یعنی مدتوں غور کر لینے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے اور یہ تجربہ صحیحہ سے بالکل حق پایا گیا ہے کہ کوئی مفسدہ پیدا نہیں ہوتا جسکی جڑ خدا پر عدم ایمان ہو - کوئی حرامکار بدی کا ارتکاب کیوں کر سکتا ہے؟ صرف اسی لئے کہ وہ اس امر پر ایمان نہیں رکھتا کہ **ھو یتولی الصالحین** یا اسکو عام طور پر ہم یوں ہی کہہ سکتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی صفات کے سامنے حیا پیدا ہو جائے اور ان پر ایمان ہو - تو کبھی نا سزا افعال سرزد نہوں مگر اس کی بد کرتوت اس کی بے ایمانی کا بدیہی ثبوت ہے یہی راز اور حقیقت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک قول کی کہ جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے جدا ہو جاتا ہے خدا پر ایمان اسکی صفات پر ایمان ہو ہاں کامل ایمان ہو اور پھر مفاسد پیدا ہوں؟ کبھی نہیں۔

قرآن کریم نے ایک مثال پیش کی ہے وہ مثال یوسف صدیق کی مثال ہے - ایک باشوکت حسین بادولت عورت خلوت کے مکان میں عوام الناس کی آنکھوں سے پوشیدہ ایک نوجوان لڑکے کو جس کے قویٰ میں پوری طاقت ہے اپنی خواہش کے موافق چلانا چاہتی ہے - مگر وہ کیونکر بچتا ہے؟ اسکا ایمان ہے کہ **انہ لا یفلح الظالمون** خدا تعالیٰ ظالموں کو بامراد نہیں کرتا یہ ایک بات ہے جو اسکو اس سخت ابتلا میں سے بچا لاتی ہے - غرض ہر مفسدہ کی جڑ خدا پر ایمان کی کمزوری ہے -

خدا تعالیٰ پر ایمان کیونکر پیدا ہو؟ اس کے لئے بڑے بڑے اسباب اور مشکلات ہیں - سب سے بڑی بات جو خدا تعالیٰ پر ایمان کو پختہ کرتی ہے زندہ نشان اور خارق عادت معجزات ہیں جن سے ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ شخص جس کے ہاتھ پر وہ نشانات صادر ہوتے ہیں **خدا** سے تعلق رکھتا ہے - اور ان نشانات میں ایک ایسی قوت اور شوکت ہوتی ہے کہ غور کرنے والی روح کو خدا تعالیٰ پر ایک نیا یقین پیدا ہوتا ہے - کہ واقعی ارادہ کرنے والا اور اپنے امر رکھنے والا مقتدر خدا ہے - اور امر کی بجا آوری پر خوش ہوتا ہے اور نہی کے ارتکاب پر ناراض ہوتا ہے - یا یوں کہو کہ واقعی جنت اور جہنم کا مالک ہے - غرض باشعور اور لذیذ ایمان ہستی الٰہی پر ہو اگر جیسے با اقتدار حاکم کو پہچانکر اور اس کے احکام و پروانجات کی تعمیل میں بہت مستعدی ظاہر کیجاتی ہے اس سے کہیں بڑھ کر خدا تعالیٰ کی مقتدر و قادر مطلق ہستی پر ایمان ہو تو تب گناہ پر موت آتی ہے

عزیزو! یاد رکھو خدا پر لذیذ ایمان کا پیدا ہونا بڑی بات ہے - ایک وراء الورا ہستی جسکا کلام ہر انسان نہیں سن سکتا برخلاف اس کے حاکموں کو دیکھا ہے ان کے طرز عمل کو دیکھا ہے - مجسٹریٹوں - ججوں اور ان کے قائم کردہ حوالات اور جیل خانجات کو دیکھا ہے اسی لئے ان کے احکام کی تعمیل میں جلدی کرتا ہے - مگر خدا تعالیٰ کو دیکھا نہیں جنہے دعوےٰ کیا ہے کہ میں اس کی طرف سے ہوں وہ اسکی اپنی جنس سے ہے اب کونسی چیز ہے جو اس پر غلبہ اور رعب ڈالے - کہ قادر - مقتدر - خدا کی طرف سے ایسا مدعی ہے - اسی لئے خداوند کریم نے ہر زمانہ میں مامور پیدا کئے ہیں جو خدا تعالیٰ کے وسیع علم - وسیع ارادہ اور وسیع در وسیع قدرتوں کا عملی نمونے سے ثبوت دیں -

ایسے ہی زندہ نمونے دیکھکر صحابہؓ نے وہ کارنامے اور اخلاق دکھائے - کہ کوئی تاریخ ایسے پاک انسان دنیا کو دکھا نہیں سکتی اس امر کے ثبوت کے لئے اس رکوع کو توجہ سے پڑھو جہاں **عباد الرحمٰن** کے صفات بیان فرمائے ہیں **وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا** الآیۃ اور **یبکون ویزیدھم خشوعا** کو پڑھو اور پھر ان آیتوں کو پڑھو **یفعلون ما یؤمرون** اور **یسبحون اللیل والنھار** وغیرہ آیات پر غور کرو -

ان کا دن اسلام کی دوستی اور دشمنوں کے مقابلہ میں اور رات اٹھنے اور خدا تعالیٰ کے حضور خشوع و خضوع کے ساتھ گریہ و زاری میں کٹتی تھی - اس قسم کی قوت اور عزیمت کا پیدا ہونا کوئی آسان امر نہ تھا - پھر گداز کرنے والی باتوں کو (جنپر مینے پہروں سوچا ہے) میں نے بہت دفعہ دیکھا ہے کہ موسم گرما کی صبح کو کشتی شروع ہوتی ہے - نیچے سے زمین جلتی ہے اوپر سے آفتاب کی گرمی جلاتی ہے - کسی درخت کا سایہ نہیں مگر دیکھنے والے برابر کھڑے ہیں اور شام تک اپنی جگہ سے نہیں ٹلے - اس سے معلوم ہوا کہ اگر بہیمی قوت سے ہی ایک طرف دلچسپی ہو تو دھوپ کی جلن پیاس کی تکلیف کارگر نہیں ہو سکتی - ہمارے شہر سیالکوٹ میں ایک جگہ شام کے وقت چند آدمی شطرنج کھیلنے بیٹھے - رات گذر گئی پھر دن بھی گذرا اور دوسری رات تک اسی طرح بیٹھے رہے

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد بخدمت مخدومی مکرمی اخویم محمد ولی اللہ صاحب۔ بعد سلام مسنون گزارش آنکہ۔ آپکا عنایت نامہ مرقومہ ۱۱ ر ذیقعد جس کے لفافہ پر اس عاجز کا نام لکھا ہوا تھا پہونچا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان احمد اس عاجز کے بیٹے نے آپکی خدمت میں کوئی خط بھیجا تھا جسکی اس عاجز کو کچھ اطلاع نہیں ہے۔ مگر میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ اگر اُس نے آپکی طرف کسی چندہ کے بارہ میں لکھا ہے تو ناحق آپکو تکلیف دی وہ اسوقت یہاں قادیاں میں موجود نہیں ہے۔ گورداسپور میں گیا ہوا ہے۔ بہرحال اب باعث تحریر اں چند سطور کا صرف برادرانہ نصیحت ہے کہ الدین النصیحۃ اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ جیسا آپکا خط پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو ایسے امور میں وساوس پکڑ رہے ہیں کہ جنپر سوءِ ظن مضرِ ایمان ہے۔ اور نعوذ باللہ رفتہ رفتہ سلب ایمان کا اندیشہ ہے کیونکہ ایک ادنےٰ امر دینی کے انکار سے ایمان ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ پھر اس صورت میں ایمان کا کیا حال ہوگا کہ ایک بڑے اصول دینی کا انکار کیا جائے اور وہ اصول یہ ہے کہ پہلی امتوں میں دین کے قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ کا یہ قاعدہ تھا کہ ایک نبی کے بعد بوقت ضرورت دوسرا نبی آتا تھا پھر جب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظہور فرما ہوئے اور خدا تعالیٰ نے اس نبی کریم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا تو بوجہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ ہم و غم رہتا تھا کہ مجھ سے پہلے دین کے قائم رکھنے کے لئے ہزارہا نبیوں کی ضرورت ہوئی اور میرے بعد کوئی نبی نہیں جس سے روحانی طور پر تسلی حاصل ہو اور اس حالت میں فساد امت کا اندیشہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں بہت دعائیں کیں تب خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی اور وعدہ فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کے لئے ایک مجدد پیدا ہوتا رہے گا جس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ دین کی تجدید کرے گا اور فرمایا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ یعنی ہم آپ قرآن کی حفاظت کریں گے اور اپنی طرف سے ایسے لوگوں کو بھیجتے رہیں گے کہ جو کمالات نبوت پاکر اور حق جل و علیٰ اور اُس کے بندوں میں واسطہ بنکر راہ راست کی لوگوں کو ہدایت کریں گے اور حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ جو شخص اپنے وقت کے امام کو شناخت نہیں کرتا اسکی موت جاہلوں کی سی موت ہوگی اور حقانی معرفت اور حقیقی ایمان سے بے نصیب رہیگا اب آپ ناراض نہوں آپکے دونوں خطوں سے سخت بدگمانی کی بو آتی ہے جس حالت میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر یک صدی کے سر پر مجدد کے آنے کی خبر دیدی ہے تو آپ قطعًا اس خبر کا انکار کرکے کس طرف بھاگ سکتے ہیں یا کیونکر اس بات کو چھپا سکتے ہیں کہ بلا شبہ صدی کے سر پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے جبتک آپکو اس بات کی اطلاع نہ دیجاتی کہ اس خبر کا فلاں کس مصداق ہے تب تک آپکا یہ قول ہونا چاہیئے تھا کہ ہم مجملاً ایمان لاتے ہیں کہ بطبق پیشگوئی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کوئی مجدد صدی کے سر پر ہوگیا ہے جسکی ہم کو آج تک خبر نہیں اور جب آپکو ایک شخص نے اطلاع دیدی کہ وہ مجدد میں ہوں اور بہت سے انوار و برکات ظاہر کرنے سے خدا تعالیٰ نے اسکی مجددی ثابت کی تو پھر آپ کو اگر کچھ شک تھا تو آپ جیفہ دنیا سے چندروز فراغت کرکے اُسکی خدمت میں دوڑتے اور اس سے تسلی اور تشفی کر لیتے اے عزیز دنیا روزے چند آخر کار با خداوند۔ خدا تعالیٰ کی جناب میں کسی کا تکبر پیش نہیں جاتا جیسے رسول کے انکار سے کفر لازم آتا ہے ایسا ہی امام وقت کے انکار سے اسقدر ضعیف ایمان ہوجاتا ہے کہ آخر سلب ایمان تک نوبت پہونچتی ہے علمی بحثیں اسجگہ پیش نہیں جاتیں ایمان حقیقی اور یقین کامل وہ نعمت ہے کہ بجز التزام کونوا مع الصادقین کبھی ہاتھ نہیں آتا اور لاف وگزاف اس جناب میں پیش نہیں جاتی اور اگر اس عاجز نے کسی کو مدد کے لئے کہا تو برعایت ظاہر اسباب کہا ورنہ یہ عاجز مخلوق کو ہیچ اور لاشی سمجھتا ہے۔ وللہ خزائن السمٰوات والارض ولکن المنافقین لا یفقہون۔ خدا کرے کہ آپ ان خیالات سے توبہ کریں کہ مرگ نزدیک ہے اور اگر دل میں وساوس ہوں تو بکثرت ملاقات کریں تا اگر خدا چاہے تو ایمان سلامت لے جائیں۔ فتوبوا ثم توبوا ثم توبوا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ دو اشتہار بھیجے جاتے ہیں انکو غور سے پڑھیں۔

غلام احمد عفی عنہ (دسمبر ۱۸۹۴ء)

غور طلب باتیں

۱- جو شخص تذکرہ قرآنی اور آیات الٰہی سے منہ پھیرتا ہے وہ بڑا ظالم اور خدا کا مجرم ہے اللہ تعالےٰ اُسکو دنیا میں ذلیل و خوار کرتا ہے اور آخرت میں بھی کرے گا چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ومن اظلم ممن ذکر بایات ربہ فاعرض عنہا انا من المجرمین منتقمون اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جسکو اُسکے رب کی آیتوں سے یاددہانی کرائی گئی پھر اُس نے منہ پھیر لیا ہم تو ایسے مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمی "اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا پس تحقیق اُس کے واسطے گذران تنگ ہے اور قیامت کے دن ہم اُسکو اندھا اُٹھاویں گے"۔ پس اے مسلمانوں کیا تذکرۂ قرآنی سے آپ اعراض کرتے رہو گے اور تائب نہ ہو گے۔ کیا اِسکی ابھی تک اشد ضرورت نہیں ہے کیا تذکرۂ قرآنی سے اعراض رکھنے کی حالت میں دنیاوی یا دینی فلاح کی امید رکھ سکتے ہو کیا یہ آیات آپ کی نظروں میں سرسری اور لغو ہیں

۲- غفلت میں انسان اعمال کے نتایج سے عبرت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ بے خبر بدمست اور بدکاری میں غرق رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اقترب للناس حسابہم وہم فی غفلۃ معرضون لوگوں کے واسطے اُن کا حساب قریب ہو گیا پر وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں یا ویلنا قد کنا فی غفلۃ من ہذا بل کنا ظالمین ہائے ہماری کمبختی کہ ہم تو حقیقت میں اس حال سے غفلت میں تھے بلکہ ظالم بنے رہے پس اے مسلمانوں کب تک غفلت میں بے خبر اور بدمست بنے رہو گے اور اذکار قرآنی کیطرف رجوع نکرو گے

۳- غفلت سے انسان حیوان لایعقل بن جاتا اور ایسی حالت کو پہونچ جاتا ہے کہ اُسکی اصلاح غیر ممکن ہو جاتی اور سمجھ اور صلاحیت کے قویٰ مارے جاتے ہیں بلکہ نصیحت کی بات اور ذکر الٰہی سے بدکتا اور متنفر رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ارایت من اتخذ الٰہہ ہواہ افانت تکون علیہ وکیلاً ام تحسب ان اکثرہم یسمعون او یعقلون ان ہم الا کالانعام بل ہم اضل سبیلاً کیا تو نے اُس شخص کو دیکھا جسنے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا کیا تو اُسکی وکالت کر سکتا ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ اکثر اُنمیں سے سنتے یا سمجھتے ہیں۔ نہیں نہیں وہ تو چارپایوں کے مشابہ ہیں بلکہ اُنسے بھی زیادہ بے راہ فما لہم عن التذکرۃ معرضین کانہم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ "پس انکو کیا ہوا کہ تذکرہ قرآنی سے منہ پھیرتے ہیں گویا کہ وہ بھاگ جانے والے گدہے ہیں کہ شیر سے بھاگ جاتے ہیں" پس کب تک قرآنی اذکار سے دور اور متنفر ہو کر اللہ کریم کے ان قوانین سے بے خوف بنے رہو گے کیا غفلت کی کوئی انتہا باقی ہے یا الفاظ ربانی میں کوئی مبالغہ یا لغو ہے جس کو سرسری سمجھتے رہو گے

۴- غفلت بدفہمی بے ایمانی دنیا پرستی اور استغناعن اللہ کا نتیجہ ہے جیساکہ قرآن مجید فرماتا ہے ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا "کیا بدکاروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہم پر سبقت لے جائیں گے والذین کفروا عما انذروا معرضون مگر کفار کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ تنبیہ اور نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں۔ پس کہاں تک غفلت کو اختیار کرو گے اور اُس سے باہر آنے کی کوشش نکرو گے۔

۵- غفلت میں انسان کا دل غیر مستقل رہتا اور آخرکار دینی و دنیاوی خرابیوں کا باعث بن جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر اطمان بہ وان اصابتہ فتنۃ انقلب علی وجہہ خسر الدنیا والاخرۃ ذالک ہو الخسران المبین "لوگوں میں سے ایک ایسا ہے کہ ایک کنارہ پر اللہ کی عبادت کرتا ہے پس اگر بھلائی اُس کو پہونچے تو اُس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی فتنہ پہونچے تو جدہر سے آیا تہا اُلٹا اُدہر کو ہی لوٹ جاتا ہے دنیا کا بھی خسارہ اور آخرت کا بھی یہی تو صریح بربادی ہے پس کیا اسواسطے غافل ہو کہ خسر الدنیا والاخرۃ میں پھنسے رہو کیا یہ الفاظ خداوندی سرسری ہیں اور قابل توجہ نہیں ہیں

۶- واہیات قصے انسان کو نامعلوم طور پر ایسا بیدین بنا دیتے ہیں کہ وہ آیات الٰہی کو ہنسی سمجھنے لگتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ومن الناس من یشتری لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و یتخذہا ہزواً اولئک لہم عذاب مہین "اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو واہیات قصے مول لیتا ہے تاکہ بے سمجھے بوجھے راہ خدا سے

بہکاوے اور آیات الٰہی کی ہنسی بناوے ایسے لوگوں کے واسطے رسوا کرنے والا عذاب ہے پس کہاں تک واہیات قصوں اور ناولوں کے مشتاق اور قرآنی اذکار سے متنفر ہو گئے کیا بیہودہ قصوں کے رواج سے چاہتے ہو کہ آیات الٰہی کی ہنسی ہو اور راستبازی سے دور جا پڑو۔ اور عذاب مہین میں گرفتار ہو جاؤ۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ

اپنی بساط سے بڑھکر پاؤں پھیلانے والے خلاف واقع بول بولنے والیکو اللہ تعالےٰ کامیاب نہیں کرتا۔

توریت میں صادق کے صدق کا نشان اس کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا قرار دیا گیا ہے۔ متکبر مصریوں کے مقابلہ میں بنی اسرائیل کے منجی اولوالعزم ابن عمران کے لئے بھی قرآن کریم میں یہی علامۃ الصدق ٹھہرائی گئی قال اللہ تعالےٰ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔ یعنی اگر یہ کاذب ہے تو اس کذب کا وبال اسپر پڑے گا اور اگر سچا ہے تو اسکی پیشگوئیوں کا کچھ حصہ جو تمہاری بابت ہے ضرور پورا ہو رہے گا۔ اور یاد رکھو یہ عادۃ اللہ ہے کہ جھوٹے مفتری کبھی پھولتے پھلتے نہیں۔ اس منجیٔ عالم فخر بنی آدم مثیل موسیٰ (علیہ وعلی المبشر بہ الصلوٰۃ والسلام) کی صداقت کی بڑی بھاری دلیل معجز کتاب قرآن کریم نے فوق العادہ نصرت الٰہیہ اور آپکی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کو ٹھہرایا ہے۔ غرض منصف اور خدا ترس اہل کتاب اور اہل اسلام میں یہ مسلمہ صداقت ہے کہ کاذب کی ایسی پیشگوئی جس میں اپنی نصرت اور کامیابی اور من جانب اللہ ہونے اور حریف مکذب کی ذلت و رسوائی اور خذلان کی نسبت پر زور تحدی اور جسارت سے بھرا ہوا دعوےٰ ہو۔ ہرگز ہرگز پوری نہیں ہو سکتی۔ ورنہ کوئی صداقت صداقت نہیں ٹھہر سکتی اور امر حق مخلوقات پر بالکل مشتبہ ہو جائے۔

اسوقت اس سنت اللہ یا یوں کہو صادقوں کے مقرر دستور کے موافق حضرت امام زمان مسیح موعود نے خدا کی طرف سے ہونے کا دعوےٰ کیا اور اس دعوے کی صداقت کے ثبوت میں جہاں بہت سی قاطع اور بیّن علمی دلیلیں بیان فرمائیں۔ وہاں اپنے حق میں آسمانی تائید اور اپنے دشمنوں کے بارے میں وبال و نکال کی پیشگوئیاں بھی کیں۔ اور ہر ایک پیشگوئی کے خاتمہ میں صاف لفظوں میں اعتراف کر دیا کہ اگر وہ اپنے معہود وقت پر پوری نہو تو سمجھو کہ دنیا میں ایک ملعون۔ کذاب اور مفتری نے جھوٹا دعوےٰ کیا تھا اور اس کا پورا نہ ہونا ہی اُس کی دائمی ذلت اور ہلاکت کے لئے کافی ہوگا۔

اب عادتاً دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ صادق الایمان سلف کے نقش قدم پر چلکر اول ہی میں اُنپر ایمان لاتے اور پورا ہونے سے پہلے ہی انہیں پورا ہو چکا ہوا یقین کرتے ہیں۔ اور انشاء اللہ جب وہ ظاہری طور پر پوری ہو جائیں گی بڑی خوشی اور جوش سے کہیں گے۔ ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ الایۃ۔ یعنی یہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اور اُنکا وعدہ اب سچا ثابت ہوا۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جنکی ندرت پسند نگاہیں حیرت اور استعجاب یا امید و بیم سے انجام کی طرف لگی ہیں۔ اور قبول حق کا اتنا تخم انہیں ہے کہ آخر کار وہ راستی کے نمایاں ظہور پر فرستادہ حق کی آستان پر سر جھکائیں گے۔ ہاں ایک تیسری جنس کے بھی لوگ ہیں جنکی قساوت یہودیت اور سنگدلی یہاں تک پہونچ گئی ہے۔ کہ وہ وعدوں کے پورا ہونے کو علامت صدق نہیں مانتے اور بڑی بیباکی اور جرأت سے کہتے ہیں کہ اگرچہ ایسے ہزاروں نشان پورے بھی ہو جائیں پھر بھی وہ اپنے انکار پر مصر رہیں گے۔ شائد یہ اُنہی بزرگوں کی زندہ یادگاریں ہیں جنکی نسبت قرآن کریم میں یہ شہادت موجود ہے ولو ان قرآنا سیرت بہ الجبال او کلم بہ الموتی الایہ مگر اس قسم کے ضدی ناحق شناس تھوڑے ہیں۔ کثرت ابھی دوسری قسم کے لوگوں کی ہے۔ بہر حال ضدی اور حاسد گروہ کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ چونکہ اُنکی فطرت میں مادہ تسلیم تو ہوتا نہیں اس لئے وہ رات دن راستبازوں کی تخریب میں لگے رہتے اور نور اللہ کو بجھانے کے لئے طرح طرح کے منصوبے باندھا کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالےٰ وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ۔ یعنی ہم نے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا جسکے پاک ارادوں اور سچی آرزوؤں کی راہ میں شریروں نے روکیں پیدا نہ کیں ہوں۔ مگر ہماری یہ عادت ہے کہ ہم شریروں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتے ہیں اور اپنے نشانوں یعنے رسولوں اور نبیوں کے سلسلے کی جڑھ قائم کر دیتے ہیں اور در حقیقت

منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اینٹوں کی پتھائی اور بھٹے میں چنائی کے علاوہ اینٹوں کی پکائی کا کام بھی شروع ہو گیا ہے چنانچہ بھٹے کو آگ دیدی گئی ہے اور اینٹیں پکنی شروع ہو گئی ہیں منارۃ المسیح کے انصار جسقدر جلد ممکن ہو روپیہ بھیجنا شروع کریں۔

میگزین کے پہلے اشو میں ایک لطیف اور عظیم الشان مضمون حضرت اقدس کی قلم سے بیسویں صدی کا مذہب کے عنوان سے شائع ہوگا۔ میگزین کے حصہ دار اپنے حصوں کا روپیہ یکمشت یا بہ اقساط جیسا کہ قواعد میں شرائط مقرر کئے گئے ہیں شیخ رحمت اللہ صاحب فنانشل سکرٹری کے نام بمقام قادیان دارالامان جلد بھیجیں۔ رسالہ کی ترتیب کا کام شروع ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ سرمایہ جلد جمع ہو تاکہ عین وقت پر اس کی اشاعت ہو۔

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ لاہور اور پٹیالہ میں احمدیہ قوم نے اپنی باقاعدہ انجمنیں بنالی ہیں اور عملی طور پر کام شروع ہو گیا ہے لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے تحریک کر کے مستقل چندہ کی بنیاد رکھی ہے جس میں سے لنگر اور مدرسہ کے لئے مستقل طور پر چندہ بھیجا جایا کریگا۔ پٹیالہ سے بھی اسی تقسیم کے ساتھ چندہ آنا شروع ہو گیا ہے۔ دوسرے شہروں کی جماعتوں کی طرف سے ہمیں امید ہے کہ وہ بھی باقاعدہ کارروائی شروع کریں گے یہی وقت ہے کہ امداد دین کے لئے جس طرح ممکن ہو طیار رہوں۔

سیرۃ مسیح موعود کی اشاعت کے متعلق جو تجویز حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے کسی گذشتہ اشاعت میں شائع کی ہے اس پر سب سے پہلا عمل درآمد کرنے والے ہمارے مکرم بھائی بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر ہیں۔ جنہوں نے ۴ جلدوں کے لئے درخواست بھیجی۔ احمدی قوم! ہم صرف تجھ میں سے ساٹھ اولوالعزم چاہتے ہیں جو چھ چھ جلدیں سیرۃ مسیح کی خرید کر مفت تقسیم کرے۔ سیرۃ مسیح موعود سے لاریب بہت بڑا فائدہ پہنچایا ہے کیا ہم اگلی اشاعت تک کئی بزرگوں کے نام شایع کرنے کے قابل ہو سکیں گے؟

شکریہ

ہم اپنے مکرم بھائی بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر کے شکر گذار ہیں جنہوں نے مردان جیسے مقام پر عہد کیا ہے کہ کم از کم الحکم کے دس پرچے جاری کرائیں گے خاص مردان میں وہ دو پرچے جاری کرا چکے ہیں زیادہ تر انکا یہ عہد اور عزم اس لئے بھی قابل تذکرہ ہے کہ جو خریدار انہوں نے پیدا کئے ہیں انہیں سے منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس بھی اسی سپرٹ کے معلوم ہوتے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ کسقدر خریدار پیدا کرنے کا عزم کر چکے مگر ہمیں شک نہیں کہ پوری سرگرمی سے مصروف ہیں اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو جزائے خیر دے۔ بابو شاہ دین صاحب نے اپنے اخلاق اور چال چلن کا مردان میں ایسا اچھا نمونہ دکھایا ہے کہ انہوں نے اکثر لوگوں کو اپنا گرویدہ اور اس سلسلہ عالیہ کا عاشق زار بنا لیا ہے حقیقت میں نمونہ سے بڑھ کر کوئی ذریعہ اشاعت حق کا نہیں ہے۔ الحکم کی اشاعت کے متعلق اگر ہم کل خریداروں میں سے سو بزرگ بھی ایسے باہمت پالیں جن سے ہر ایک دس دس خریدار پیدا کرنے کا عزم کرے تو اس سال کے آخیر تک ہم الحکم کی اشاعت میں معتدبہ ترقی کر سکتے ہیں امید ہے کہ توجہ کیجاوے گی۔

پیاس

گرمی کے موسم میں ہر چھوٹے بڑے چرند و پرند کی پیاس زیادہ ہو جاتی ہے۔ بار بار گرمی سے منہ سوکھتا ہے۔ اور ٹھنڈا پانی پینے کو جی چاہتا ہے۔ اگر اتفاقاً گھر میں کوئی گرم کھانا پک گیا یا ہنڈیا میں نمک مرچ زیادہ ہو گئی تو پیاس کوئی ٹھکانا نہیں۔ بار بار منہ خشک ہوا جاتا ہے۔ جی یہی چاہتا ہے کہ گھڑوں پانی پیٹ میں انڈیل لیں۔ پانی پی پی کر پیٹ مشک بن جاتا ہے مگر دل نہیں بھرتا پر نہیں بھرتا۔

معصوم بچوں کی پیاس اس سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہے۔ ان کے ننھے ننھے نازک ہونٹ پھولوں کی کلیوں کی طرح مرجھائے جاتے ہیں۔ پانی پینے کے برتن کو دیکھ کر ماں کی گود سے گرے پڑتے ہیں۔ زبان نہیں کہ اپنی پیاس کی بے قراری ظاہر کریں۔ مگر ان کی ظاہری حالت بتائے دیتی ہے کہ ان کا ننھا سا دل پانی کے لئے تڑپ رہا ہے۔ ؎

بچوں کا ہے پیاس سے یہ عالم
پانی کو ہیں دیکھ کرتے مم مم

ایسی حالت کے واسطے ایک بی بی یہ آسان تدبیر بتلاتی ہیں۔ کہ ڈبل روٹی کا ایک توس کاٹ کر خوب اچھی طرح سینک لیا جائے کہ وہ کسی قدر سیاہی مائل ہو جائے پھر سیر بھر پانی کسی کوری ٹھلیا میں ڈال کر اس میں اس توس کے دو چار ٹکڑے کر کے ڈال دو اور آدھ گھنٹے کے بعد اس پانی کو نتھار کر ایک ایک گھونٹ کئی مرتبہ پلاتے رہو۔ اس سے پیاس کی بے قراری اور تکلیف جاتی رہتی ہے اور پیاس بہت کم ہو جاتی ہے۔ (تہذیب نسواں)

مختلف واقعات

غسل آتشین کا انجام:- مندرجہ ذیل سطور کے اندراج سے پبلک کو آتشین شعبدہ دکھانے والوں کے ہتھکنڈوں از ہمیشہ کیلئے بچا دینا ہے۔ سید حسین شاہ پچھلے ہفتے گوجرانوالہ میں آیا شاہ صاحب موصوف جو اپنے آپ کو ابر برہما کا رہنے والا بیان کرتے ہیں۔ چند روز سے مولوی عبد الحق صاحب وکیل کے مکان پر آترے ہوئے تھے ۲۲ مئی کو گوجرانوالہ کی سرائے میں جو لاہوری دروازے کے قریب ریلوے لائن کے پاس ہے سر شام چار پانچ من لکڑیاں جلائی گئیں۔ جو قریباً ڈیڑھ دو گز لمبی۔ ایک فیٹ یا کچھ زیادہ گہری خندق میں ڈالی ہوئی تھیں۔ لکڑیاں پانچ چھ بجے سے جل رہی تھیں۔ جب دو تین سو تماشائی جمع ہو گئے۔ تو اُن کے کہنے سننے سے سید حسین نے اپنے شعبدہ کی تیاری شروع کی۔ وہ ایک کرسی پر کھڑا ہوتا تھا۔ اور کچھ دیر کھڑے رہ کر تقریر کرتا رہتا تھا۔ اسطرح اس نے کم از کم چار پانچ دفعہ تقریر کی۔ آخر اس نے جلتے ہوئے کوئلوں کی ایک لمبے بانس سے خوب ٹھونک کر تہ جما دی۔ اور پھر آخری تقریر کی۔ جس میں دس پندرہ منٹ اور صرف ہو گئے اتنے میں کوئلوں پر کچھ راکھ تہ چڑھ گئی۔ سید صاحب گڑھے کے قریب گئے۔ اور کلمہ شریف پڑھتے ہوئے جوش میں آ گئے اور پاس کے لوگوں کو بھی جوش دلانا شروع کیا۔ پہلے ایک مرتبہ آگ پر پاؤں رکھکر عرض کی سمت میں خود آگ سے گذر گئے۔ اور پھر ایک بہشتی کو زبردستی اوپر سے اُتار دیا۔ غرض دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی گذرنے لگے۔ یہ صاحب کھڑے کہہ رہے تھے کلمہ شریف پڑھو اور بلا خوف وخطر گذر جاؤ۔ میرے دوست مسٹر عبد العزیز صاحب مختار بھی گذرے۔ اُنکا پاؤں جل گیا۔ اور اُنہوں نے باآواز بلند اس کی شکایت کی۔ سید صاحب کہنے لگے۔ تم نے کلمہ شریف نہیں پڑھا۔ مینے خود دیکھا ہے کہ اسی طرح اور لوگوں کے پاؤں پر بھی پھپھولے پڑ گئے۔ بعضوں کے پاؤں جھلس ہو گئے۔ بعض کو صرف حرارت محسوس ہوئی۔ دوسرے روز تھوڑے سے کوئلوں کے ساتھ مشن سکول کے طلباء نے بھی تجربہ کیا۔ لیکن چونکہ کوئلے تھوڑے تھے اور طالبعلم بالکل بالکل آہستہ آہستہ گذرتے تھے۔ اُن میں سے کسی کا پاؤں نہ جلا۔ اس صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے کوئی عمل نہ کیا تھا اور نہ اُنکو آگ پر کوئی فوق العادت طاقت حاصل تھی اور نہ حسب وعدہ اُنہوں نے غسل آتشین کر کے دکھایا۔ صرف خود ایک پاؤں رکھکر آگ کے پار چلے گئے اور دوسرے لوگوں کے پاؤں جلوا دئے۔ مگر گوجرانوالہ میں بعض سادہ لوح ایسے بھی ہیں۔ جو سید صاحب کے حال کا قائل ہونے پر لٹو ہو رہے ہیں۔ اور باوجودیکہ اُنکی کمزوری ملمّت از بام ہو گئی ہے۔ وہ اب بھی اُنکو عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں (ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول گوجرانوالہ)

انگریزوں میں بے پردگی} ایک انشا پرداز لیڈی مِس مو ہونے ولایت کے رسالہ نائنٹینتھ سنچری میں انگریز عورتوں کی بے پردگی پر نہایت افسوس ظاہر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ انگریزوں کی سوسائٹی میں یہ قریباً انتہا درجہ کو پہونچ گئی ہے۔ چنانچہ تھئیٹروں میں تماشا کرنے والی عورتیں اس حد تک کپڑے اُتار دیتی ہیں کہ انکے بالکل برہنہ ہونے میں صرف اُنیس بیس کا فرق رہجاتا ہے۔ تعجب ہے کہ جو لیڈیاں تماشا گاہوں میں جاتی ہیں اس بے حیائی کو دور کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ اس قسم کے نظاروں کے وقت صرف گردن نیچی کر کے ہنس دیتی ہیں مس صاحبہ نے تھیئٹروں پارٹیوں اور ناچ وغیرہ کے موقعوں پر عورتوں کے لباس کی اصلاح کی طرف زور سے توجہ دلائی ہے۔

تحاریر اخبار کا اثر} ہز ہائنس آغا علی خاں صاحب کی واپسی پر جن تین فوجوں نے اپنے کئی ہم مذہبوں کو قتل کیا تھا۔ پھانسی پانے کے وقت اپنے جرائم کا اعتراف کیا۔ بلکہ خدا وند کریم سے عفو کے خواستگار ہوئے۔ ان میں سے [illegible] نے صفائی سے کہا کہ ”مجھے ایک اخبار کی تحریر کو پڑھنے سے اشتعال پیدا ہوا تھا۔“

ایک اعلیٰ افسر پر الزام} مسٹر ایونس سپرنٹنڈنٹ محکمہ سکرٹریٹ برما پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ صاحب مذکور دیہات میں جا کر اپنے آپ کو چیف سکرٹری ظاہر کیا کرتے تھے اور لگان کم کرانے کا وعدہ کر کے لوگوں سے روپیہ جھٹکا رتے تھے۔ ان کا ایک رازدار مسمی بڑہی گوبی اس کارروائی میں ان کے ساتھ شریک تھا۔

ڈومیسٹک

الحمد للہ، ۲۷ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کی صبح کو قبل نماز فجر خاکسار ایڈیٹر الحکم کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالےٰ اس عزیزہ کو سعید اور دیندار بناوے جو میرے اور متعلقین کے لئے قرۃ العین ہو آمین ......

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک مطبع کے اہتمام سے چھپا